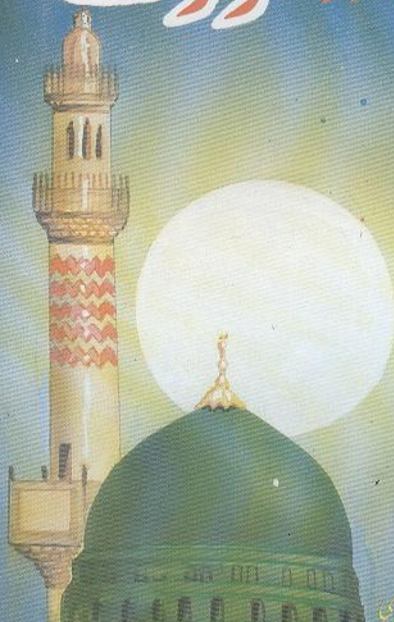
سلسلہ اصلاحی رسائل ۱۰

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

سیرت اور صورت



حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی

میمن اسلامک پبلشرز

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
صورت اور سیرت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، رات چٹکی ہوئی تھی، چودھویں رات کا چاند نکلا ہوا تھا، ہر طرف چاندنی پھیلی ہوئی تھی، میں کبھی چاند کو دیکھتی اور کبھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتی، آپ نے فرمایا! اے عائشہ! کیا کر رہی ہو؟ میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں کبھی چاند کو دیکھتی ہوں اور کبھی آپ کو، خدا کی قسم آپ چودھویں

رات کے چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

چاند سے تشبیہ دینا بھی' کوئی انصاف ہے
چاند میں ہیں جھائیاں' حضرت کا چہرہ صاف ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "زلیخا کی سہیلیاں اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھ لیتیں تو بجائے ہاتھوں کے دلوں کو چیر لیتیں"۔ (کیونکہ حسن وجمال کی آپ منتہا ہیں) کیا حقیقت بیان کی ہے ذکی صاحب نے ؎

خَلق کے مُدّعا' انبیاء کی دعا
خاتم الانبیاء' مرحبا مرحبا

رافتوں کی فضا' رحمتوں کی گھٹا
عشق کی ابتدا' حسن کی منتہا

شاہکارِ خدا' اے حبیبِ خدا
لاکھ جانیں بھی مجھ کو' اگر ہوں عطا

تم پہ کردوں فدا' تم پہ لاکھوں سلام

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ : اللہ تعالیٰ نے محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن و جمال ظاہر نہیں فرمایا، اگر ظاہر فرمادیتے تو لوگوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی، اس راز کو حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب سمجھا ہے اور انہوں نے آپ کی خوبصورتی اور جمال کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ شاید اب تک کوئی اس سے بڑھ کر بیان نہیں کر سکا" ۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِىْ

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

"اور آپ سے بہتر ذات کبھی میری آنکھ نے نہ دیکھی، اور آپ سے زیادہ خوبصورت شخص کبھی عورتوں نے نہیں جنا، آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا گویا جس طرح خود آپ نے چاہا اسی طرح آپ کو بنایا گیا (آپ اپنی مثال آپ ہیں'

آپ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے)"۔

بہرکیف آپ کے حسن و جمال میں اس نیت سے غور کرنا چاہئے کہ آپ کی محبّت ہمارے دل میں بڑھے اور صداقت کے ساتھ ہمارے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو کہ ۔

میرا تَن ہو فدا' میرا مَن ہو فدا
میرا دھن ہو فدا' اے رسولِ خدا

لاکھ جانیں بھی گر ہوں مجھ کو عطا
تم پہ کردوں فدا' مظہرِ کبریا

--- ○ ---

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(ذکی کیفی)

دل و جان فدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کے ایک ایک حکم کو مانیں اور آپ کی سنّتوں کو اپنے عمل سے زندہ کریں' ورنہ محض زبانی محبت ظاہر کرنے سے کچھ نہیں ہوتا' اگر اُن سے واقعی محبت ہے تو کچھ کرکے دکھائیں! سنّت کے مطابق ڈاڑھی رکھیں' شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں' سر کے بال سنّت کے مطابق رکھیں یا منڈالیں' کھانا پینا' سونا جاگنا' مِلنا جُلنا سب سنّت کے مطابق اختیار کریں' کیونکہ جس کو جس سے محبّت ہوتی ہے وہ اسی

کے مطابق بننے کی کوشش کرتا ہے اور یہی اس کے سچے عاشق ہونے کی علامت ہے۔

لیجیے! اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر پوری توجہ سے آپ کا حُلیہ مبارک پڑھیے اور اپنی آنکھوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا سے منوّر کیجیے اور دل و دماغ میں اس کو بسا لیجیے تاکہ کسی اور کی محبّت دل میں باقی نہ رہے۔

یہی آرزو ہے جانِ من، ترا نام لیتا ہوا مروں
ترے کوچہ میں نہ سہی مگر، تری رہ گزر پہ مزار ہو

---○---

؎ نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

---○---

؎ اس لئے آرزو ہے جینے کی
پھر زمیں دیکھ لوں مدینے کی

---○---

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین واقعتاً حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے سچّے عاشق تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی محبّت سے کچھ حصّہ ہمیں بھی ضرور عطا فرمائیں۔ آمین۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ مبارک کی اس طرح کیفیت بیان کی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ انہوں نے جسمِ اقدس کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جس کا نقشہ نہ بیان کیا ہو۔ حضرت ہِند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی صورت و سیرت کے حافظ ہیں' ان ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ مبارک سنئے!

حسن و جمال

حضرت ہِند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیۂ مبارک ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ :

چہرہ مبارک :

آپ کا چہرہ مبارک ماہِ بدر کی طرح چمکتا تھا' آپ کا قد مبارک بالکل متوسّط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا' لیکن زیادہ لمبے قد والے سے پست تھا' سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا' بال مبارک کسی قدر بَل کھائے ہوئے تھے' اگر بسہولت

مانگ نکل آتی تو نکال لیتے تھے اور اگر کسی وجہ سے بسہولت نہ نکلتی اور کنگھی وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اس وقت نہ نکالتے، کسی دوسرے وقت جب کنگھی وغیرہ موجود ہوتی تو نکال لیتے۔

جس زمانے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک زیادہ ہوتے تو کان کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے۔

رنگ مُبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک نہایت چمک دار تھا، اور پیشانی مبارک کشادہ، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے، دونوں ابرو جُدا جُدا تھے۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے، ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصّہ کے وقت اُبھر جاتی تھی۔

ناک مُبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مُبارک بُلندی مائل تھی اور اس پر ایک چمک اور نور تھا، ابتداءً دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی ناک والا سمجھتا (لیکن غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا

کہ حسن وچمک کی وجہ سے بُلند معلوم ہوتی ہے ورنہ فی نفسہٖ زیادہ بُلند نہیں ہے)

ڈاڑھی مُبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مُبارک بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی، اور آنکھ مُبارک کی پُتلی نہایت سیاہ تھی، رخسار مُبارک ہموار ہلکے تھے۔

دَہن مُبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دَہن مُبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا (یعنی تنگ منہ نہ تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فصل بھی تھا، سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔

گردن مُبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مُبارک ایسی خوبصورت اور

باریک تھی، جیسا کہ مورتی کی گردن صاف اور تراشی ہوئی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی۔

اعضاءِ مُبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پُرگوشت تھے اور بدن گھٹا ہوا تھا۔ پیٹ اور سینہ مُبارک ہموار تھا، لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے زیادہ فصل تھا، جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھیں (جو قوت کی دلیل ہوتی ہے) کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ کا بدن مُبارک روشن وچمک دار نظر آتا تھا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح سے بالوں کی باریک دھاری تھی۔ اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ مُبارک بالوں سے خالی تھا، البتّہ دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ مُبارک کے بالائی حصّہ پر بال تھے۔

کلائیاں مُبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں

فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم گُداز اور پُر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لانبی تھیں۔

تلوے مُبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوے قدرے گہرے تھے، اور قدم ہموار تھے کہ پانی ان کے صاف ستھرا ہونے اور ان کی ملاست کی وجہ سے ان پر ٹھیرتا نہیں تھا، فوراً ڈھل جاتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو قوت سے قدم اُٹھاتے اور آگے جُھک کر تشریف لے جاتے، قدم زمین پر آہستہ پڑتا زور سے نہیں پڑتا تھا۔

رفتار مُبارک :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز رفتار تھے، اور ذرا کشادہ قدم رکھتے تھے، چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پِھر کر توجہ فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نیچی رہتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔

دیکھنے کا پیارا انداز :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ عموماً گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی، یعنی غایتِ شرم وحیاء کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے، چلنے میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو اپنے آگے کردیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہ جاتے تھے، جس سے ملتے سلام کرنے میں خود ابتداء فرماتے۔

(بتصرف شرح شمائل ترمذی صفحہ ۱۰)

بے مثال نمونہ :

واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہر لحاظ سے بے مثال نمونہ ہے، آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے، اور جتنا بھی کوئی آپ کو سمجھے آپ اس سے بالا ہیں۔ یہ اشعار کتنے پیارے ہیں

؎ جتنا سمجھا ہے اہلِ نظر نے تمہیں
تم ہو اس کے سوا، تم پہ لاکھوں سلام

جو تمہارا ہوا، وہ خدا کا ہوا
نازشِ کبریاء، تم پہ لاکھوں سلام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونے کا طریقہ :

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونے کے لئے آپ کی سنتوں، آپ کی اداؤں اور آپ کی عادات سے دلی محبّت ضروری ہے۔ اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ارشاد ہے :

"اے میرے بیٹے (انس!) اگر تجھ سے ہو سکے کہ صبح و شام اس حالت میں بسر کرو کہ تمہارے دل میں کسی شخص سے کینہ نہ ہو تو ایسا ہی کرو! پھر آپ نے فرمایا : اے میرے بیٹے! یہی میری سنّت ہے اور جس نے میری سنّت سے محبّت کی، اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا"۔ (ترمذی)

ایک غلام کو محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی اور وہ بھی جنّت میں نصیب ہو جائے تو اس سے بڑھ کر کیا سعادت اور کامیابی ہو گی، مگر اس کے لئے صرف زبانی محبّت کافی نہیں، آپ کی سنّتوں سے قلبی محبّت اور دل و جان سے ان پر عمل لازمی ہے جو پوری طرح ہمارے اختیار میں ہے، لہٰذا آپ کی

تابعداری کا ہار گلے میں ڈالیں اور آپ کی محبّت دل میں بسائیں پھر دیکھیں کہ راہِ سنّت پر چلنا کس قدر آسان ہوتا ہے۔ سیدی حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

محبت کی کشش اب راہبر معلوم ہوتی ہے
جدھر جاتا ہوں' ان کی راہ گزر معلوم ہوتی ہے

رگ وپے میں ہے ساری لذتِ دردِ جگر پھر بھی
طبیعت تشنۂ دردِ جگر معلوم ہوتی ہے

جہاں تک بھی نظر جاتی ہے جلوہ گاہِ ہستی میں
محبّت ہی محبّت جلوہ گر معلوم ہوتی ہے

(عارفی)

---○---

اصل زندگی :

یقین کرو! اصل زندگی وہی ہے جو سنّت کے مطابق ہو' محبوبِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں سے آراستہ ہو' اس مقصد کے لئے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل حمیدیہ کا مطالعہ

کیجئے! اور آپ کی ایک ایک عادتِ طیبہ کو اختیار کر کے ہمیشہ کے لئے ان کو اپنا لیجئے! ذرا یہ اشعار بھی پڑھ لیجئے ؎

یہ حقیقت ہے کہ جینا' وہی جینا ہوگا
جب مِرے پیشِ نظر' حسنِ مدینہ ہوگا

آنکھ جب روضۂ اقدس کی جھلک دیکھے گی
اے خدا کیا؟ مبارک وہ مہینہ ہوگا

چومتا نقشِ قدم ان کے پھروں گا ہر سُو
کیا پُرکیف یہ جینے کا قرینہ ہوگا

نغمۂ صَلِّ عَلیٰ ہوگا' لبوں پر جاری
اور ماتھے پہ ندامت کا پسینہ ہوگا

---O---

اتباع میں کوتاہی ہوجائے' کہیں غلطی ہوجائے' کوئی سنّت چھوٹ جائے تو مایوس نہ ہوں' فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں' اپنا عہد تازہ کریں اور عمل شروع کردیں' دعا کریں' اور زندگی بھر یہی کرتے رہیں' اس طرح ایک نہ ایک دن کام بن جائے گا ؎

درِ نبی پر پڑا رہوں گا
پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا

کبھی تو قسمت کھُلے گی میری
کبھی تو میرا سلام ہو گا

---○---

قرآنِ کریم کا عملی نمونہ :

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کا چلتا پھرتا عملی نمونہ ہیں، آپ کا نقشِ قدم تھامنا، قرآنِ کریم پر عمل کرنا ہے، اور نمونہ دیکھ کر اس کے مطابق عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس نے قرآنِ کریم کے مطابق زندگی گزارنے کا ایک محبوب نمونہ بھی عطا فرمایا۔

﴿اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ دَائِماً اَبَدًا﴾

لیجئے اب رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عاداتِ طیبہ کا بغور مطالعہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے توفیقِ عمل مانگتے جایئے!!

اخلاق وشمائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ، اوصافِ کریمہ اور خصائلِ شریفہ کا ذکر ہِند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت پیارے اور جامع انداز میں اس طرح بیان فرمایا کہ :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت آخرت کی فکر میں اور اُمورِ آخرت کی سوچ میں رہتے، اس کا ایک تسلسل قائم تھا کہ کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چین نہیں ہوتا تھا، اکثر طویل سکوت اختیار فرماتے، بلا ضرورت کلام نہ فرماتے، گفتگو کا آغاز فرماتے تو دَہن مبارک سے اچھی طرح الفاظ ادا فرماتے، (یعنی متکبّروں کی طرح بے توجہی و بے نیازی کے ساتھ ادھ کٹے الفاظ استعمال نہ فرماتے) اور اسی طرح اختتام فرماتے۔ آپ کی گفتگو اور بیان بہت صاف، واضح اور دو ٹوک ہوتا، نہ اس میں غیر ضروری طوالت ہوتی نہ زیادہ اختصار، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم مزاج و نرم

گفتار تھے' دُرشت خُو اور بے مروّت نہ تھے' نہ
کسی کی اہانت کرتے تھے' اور نہ اپنے لئے اہانت
پسند کرتے تھے' نعمت کی بڑی قدر کرتے اور اس کو
بہت زیادہ جانتے' خواہ کتنی ہی قلیل ہو (کہ آسانی
سے نظر بھی نہ آئے) اور اس کی بُرائی نہ فرماتے'
کھانے پینے کی چیزوں کی بُرائی کرتے نہ تعریف'
دنیا اور دنیا سے متعلق جو بھی چیز ہوتی اس پر آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی غصّہ نہ آتا' لیکن جب
خدا کے کسی حق کو پامال کیا جاتا تو اس وقت آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کے سامنے کوئی چیز ٹھہر
نہ سکتی تھی' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اس کا بدلہ لے لیتے' آپ کو اپنی ذات کے لئے نہ
غصّہ آتا نہ اس کے لئے انتقام لیتے' جب اشارہ
فرماتے تو پورے ہاتھ کے ساتھ اشارہ فرماتے'
جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو اس کو پلٹ دیتے'
گفتگو کرتے وقت داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں
ہاتھ کے انگوٹھے سے ملاتے' غصّہ اور ناگواری کی
بات ہوتی تو روئے انور اس طرف سے بالکل پھیر

لیتے' اور اعراض فرمالیتے' خوش ہوتے تو نظریں
جھکالیتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا زیادہ تر
تبسّم تھا جس سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دندانِ مبارک جو بارش کے اولوں کی طرح
پاک وشفاف تھے' ظاہر ہوتے"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو فردِ خاندان تھے' اور جن کو علم و واقفیت کے بہترین ذرائع اور مواقع حاصل تھے' اور جن کی نظر نفسیاتِ انسانی اور اخلاق کی باریکیوں پر بہت گہری تھی' قریب ترین اشخاص میں سے تھے' اور اسی کے ساتھ وصف نگاری اور منظر کشی میں بھی ان کو سب سے زیادہ قدرت حاصل تھی' آپ کے "خُلقِ عظیم" کے متعلق یہ کہتے ہیں۔

خُلقِ عظیم :

"آپ طبعاً بدکلامی اور بے حیائی و بے شرمی سے
دور تھے' اور تکلّفاً بھی ایسی کوئی بات آپ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سرزد نہیں ہوتی تھی' بازاروں
میں آپؐ کبھی آواز بلند نہ فرماتے' بُرائی کا بدلہ

بُرائی سے نہ دیتے، بلکہ عفو ودرگزر کا معاملہ فرماتے، آپؐ نے کسی پر کبھی دست درازی نہ فرمائی، سوائے اس کے کہ جہاد فی سبیل اللہ کا موقع ہو، کسی خادم یا عورت پر آپؐ نے کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا، میں نے آپؐ کو کسی ظلم و زیادتی کا انتقام لیتے ہوئے بھی نہیں دیکھا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی خلاف ورزی نہ ہو اور اس کی حرمت و ناموس پر آنچ نہ آئے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو پامال کیا جاتا اور اس کے ناموس پر حرف آتا تو آپؐ اس کے لئے ہر شخص سے زیادہ غصّہ ہوتے۔ دو چیزیں سامنے ہوتیں تو ہمیشہ آسان چیز کا انتخاب فرماتے۔ جب اپنے دولت خانہ پر تشریف لے جاتے تو عام انسانوں کی طرح نظر آتے، اپنے کپڑوں کو صاف کرتے، بکری کا دودھ دوہتے، اور اپنی سب ضرورتیں خود انجام دیتے۔

اپنی زبان مُبارک محفوظ رکھتے، اور صرف اسی چیز کے لئے کھولتے جس سے آپؐ کو کچھ

سروکار ہوتا، لوگوں کی دلداری فرماتے، اور ان کو متنفّر نہ کرتے، کسی قوم و برادری کا کوئی معزز شخص آتا تو اس کے ساتھ اکرام و اعزاز کا معاملہ فرماتے، اور اس کو اچھے اور اعلیٰ عہدہ پر مقرر کرتے، لوگوں کے بارے میں محتاط تبصرہ کرتے، بغیر اس کے کہ اپنی بشاشت اور اخلاق سے ان کو محروم فرمائیں، اپنے اصحاب کے حالات کی برابر خبر رکھتے، لوگوں سے لوگوں کے معاملات کے بارے میں دریافت کرتے رہتے۔

اچھی بات کی اچھائی بیان کرتے اور اس کو قوت پہنچاتے، بُری بات کی بُرائی کرتے اور اس کو کمزور کرتے، آپ کا معاملہ معتدل اور یکساں تھا، اس میں تغیر و تبدّل نہیں ہوتا تھا، آپ کسی بات سے غفلت نہ فرماتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں دوسرے لوگ بھی غافل ہونے لگیں اور اکتا جائیں۔ ہر حال اور ہر موقع کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال کے مطابق ضروری سامان تھا، نہ حق کے معاملہ میں کوتاہی

فرماتے نہ حد سے آگے بڑھتے' آپؐ کے قریب جو لوگ رہتے تھے وہ سب سے اچھے اور منتخب ہوتے تھے' آپ کی نگاہ میں سب سے زیادہ افضل وہ تھا جس کی خیر خواہی اور اخلاق عام ہو' سب سے زیادہ قدر و منزلت اس کی تھی جو غمخواری اور ہمدردی اور دوسروں کی مدد اور معاونت میں سب سے آگے ہو' خدا کا ذکر کرتے ہوئے کھڑے ہوتے اور خدا کا ذکر کرتے ہوئے بیٹھتے"۔

شانِ تواضع :

"جب کہیں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی اسی جگہ تشریف رکھتے' اور اس کا حکم بھی فرماتے' اپنے حاضرینِ مجلس اور ہم نشینوں میں ہر شخص کو (اپنی توجہ اور التفات میں) پورا حصّہ دیتے۔ آپ کا شریکِ مجلس یہ سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر آپؐ کی نگاہ میں کوئی اور نہیں ہے' اگر کوئی شخص آپؐ کو کسی غرض سے بٹھالیتا یا کسی ضرورت میں آپؐ سے گفتگو کرتا تو نہایت صبرد

سکون سے اس کی پوری بات سنتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنی بات پوری کر کے رخصت ہوتا' اگر کوئی شخص آپؐ سے کچھ سوال کرتا اور کچھ مدد چاہتا تو بلا اس کی ضرورت پوری کئے واپس نہ فرماتے' یا کم از کم نرم و شیریں لہجہ میں جواب دیتے' آپؐ کا حسنِ اخلاق تمام لوگوں کے لئے وسیع اور عام تھا' اور آپؐ ان کے حق میں باپ ہو گئے تھے' تمام لوگ حق کے معاملہ میں آپؐ کی نظر میں برابر تھے' آپ کی مجلس علم و معرفت' حیا و شرم اور صبر و امانت داری کی مجلس تھی' نہ اس میں آوازیں بلند ہوتی تھیں' نہ کسی کے عیوب بیان کئے جاتے تھے' نہ کسی کی عزت و ناموس پر حملہ ہوتا' نہ کمزوریوں کی تشہیر کی جاتی تھی' سب ایک دوسرے کے مساوی تھے' اور صرف تقویٰ کے لحاظ سے ان کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہوتی تھی' اس میں لوگ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں کے ساتھ رحمدلی اور شفقت کا معاملہ کرتے تھے' حاجت مند کو اپنے اوپر ترجیح دیتے

تھے' مسافر اور نو وارد کی حفاظت کرتے اور اس کا خیال رکھتے تھے"۔

وہ کہتے ہیں :

انبساط اور کشادہ روئی :

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو اور انبساط و بشاشت کے ساتھ رہتے تھے' بہت نرم اخلاق اور نرم پہلو تھے (یعنی جلد مہربان ہو جانے والے اور بہت آسانی سے در گزر کرنے والے تھے) نہ سخت طبیعت کے مالک تھے' نہ سخت بات کہنے کے عادی' نہ چلّا کر بولنے والے' نہ عامیانہ اور مبتذل (گھٹیا) بات کرنے والے' نہ کسی کو عیب لگانے والے' نہ تنگ دل بخیل' جو بات آپؐ کو پسند نہ ہوتی اس سے تغافل فرماتے (یعنی اس کو نظر انداز کر دیتے اور گرفت نہ فرماتے) اور صراحتاً اس سے مایوس بھی نہ فرماتے' اور اس کا جواب بھی نہ دیتے۔ تین باتوں سے آپ نے اپنے

آپ کو بالکل بچا رکھا تھا' ایک جھگڑا' دوسرے تکبر اور تیسرے غیر ضروری اور لایعنی کام' لوگوں کو بھی تین باتوں سے آپ نے بچا رکھا تھا' نہ کسی کی بُرائی کرتے تھے' نہ کسی کو عیب لگاتے تھے اور نہ کسی کی کمزوریوں اور پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑتے تھے' اور صرف وہ کلام فرماتے تھے جس پر ثواب کی امید ہوتی تھی' جب گفتگو کرتے تھے تو شرکاءِ مجلس ادب سے اس طرح سر جُھکا لیتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان سب کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں (یعنی بے حس و حرکت کہ کہیں جنبش سے چڑیاں اُڑ نہ جائیں) جب آپؐ خاموش ہوتے تب یہ لوگ بات کرتے' آپ کے سامنے کبھی نزاع نہ کرتے' اگر آپ کی مجلس میں کوئی شخص گفتگو کرتا تو بقیہ سب لوگ خاموشی سے سنتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات ختم کرلیتا' آپ کے سامنے ہر شخص کی گفتگو کا وہی درجہ ہوتا جو ان کے پہلے آدمی کا ہوتا (کہ پورے اطمینان کے ساتھ اپنی بات کہنے کا موقع ملتا اور اُسی قدر دانی

اور اطمینان کے ساتھ اُسے سنا جاتا) جس بات سے سب لوگ ہنستے اس پر آپ بھی ہنستے، جس سے سب تعجب کا اظہار کرتے آپ بھی تعجب فرماتے، مسافر اور پردیسی کی بے تمیزی اور ہر طرح کے سوال کو صبر و تحمل کے ساتھ سنتے، یہاں تک کہ آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے (تاکہ آپ پر کوئی بار نہ ہو) آپ فرماتے تھے کہ "تم کسی حاجت مند کو پاؤ تو اس کی مدد کرو" آپ مدح و تعریف اسی شخص کی قبول فرماتے جو حدِّ اعتدال میں رہتا، کسی کی گفتگو کے دوران کلام نہ فرماتے اور اس کی بات کبھی نہ کاٹتے، ہاں اگر وہ حد سے بڑھنے لگتا تو اس کو منع فرمادیتے یا مجلس سے اٹھ کر اس کی بات قطع فرمادیتے"۔

فراخ دلی اور نرمی :

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فراخ

دل، کشادہ قلب، راست گفتار، نرم طبیعت اور معاشرت و معاملات میں نہایت درجہ کریم تھے، جو پہلی بار آپ کو دیکھتا وہ مرعوب ہوجاتا، اور جو آپؐ کی صحبت میں رہتا اور جان پہچان حاصل ہوتی تو آپؐ کا فریفتہ اور دلدادہ ہوجاتا، آپؐ کا ذکرِ خیر کرنے والا کہتا ہے کہ نہ آپؐ سے قبل میں نے آپؐ جیسا کوئی شخص دیکھا نہ آپ کے بعد، صلی اللہ علٰی نبینا وسلم۔

اللہ تعالٰی نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لباس جمال و کمال سے آراستہ فرمایا تھا اور "آپ کو محبت و دلکشی اور رعب و ہیبت کا حسین و جمیل پیکر بنایا تھا"۔

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :

"آپ بہت خوددار و باوقار اور شان و شوکت کے حامل تھے، اور دوسروں کی نگاہ میں بھی نہایت پُرشکوہ، آپ کا روئے انور چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکتا تھا"۔

براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے' میں نے آپ کو ایک مرتبہ سرخ قبا میں دیکھا' اس سے اچھی کوئی چیز میں نے کبھی نہیں دیکھی"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"آپؐ میانہ قد تھے' طول کی طرف کسی قدر مائل' رنگ نہایت گورا' ریش مُبارک کے بال سیاہ' دہانہ نہایت متناسب اور حسین' آنکھوں کی پلکیں دراز' چوڑے شانے"۔

آخر میں کہتے ہیں کہ :

"میں نے آپؐ جیسا آپؐ سے پہلے یا آپ کے بعد کبھی نہیں دیکھا"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ "میں نے حریر و دیباج کو بھی آپ کے دست مُبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا' نہ آپ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو سونگھی"۔

(نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۷۹ بتصرف)

اتّباعِ سنّت کا ثواب :

یہ ہیں محبوبِ کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مُبارک اخلاق' ان کو اپنانا اور اختیار کرنا سیرت کا اہم مقصد ہے' اور باعثِ فلاح ہے۔ پھر احادیث میں ان اخلاق و شمائل اور آپ کی دیگر سنتوں پر عمل کرنے کا اجر و ثواب بھی بے حد بیان کیا گیا ہے' ایک حدیث میں ارشاد ہے :

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ :

"جب میری اُمّت میں بدعات غالب آجائیں اور جہالت عام ہو جائے اس وقت جو شخص میری سنّت پر عمل کرے گا اس کو سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔ (بیہقی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ :

"جس شخص نے میری کسی ایسی سنّت کو زندہ کیا یعنی اس پر عمل کیا جو میرے بعد چھوڑ دی گئی تھی تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس سنت پر عمل کرنے والوں کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے۔ اور جس شخص نے گمراہی کی کوئی ایسی نئی بدعت نکالی جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش نہیں ہیں تو اس کو اتنا ہی گناہ ہو گا جتنا کہ اس بدعت پر

عمل کرنے والوں کو گناہ ہوگا بغیر اس کے کہ ان
کے گناہوں میں کوئی کمی کی جائے"۔ (ترمذی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ :

"میری ساری امّت جنّت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا اور سرکشی کی (وہ جنت میں نہ جائے گا) پوچھا گیا وہ کون شخص ہے، جس نے انکار کیا اور سرکشی کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنّت میں داخل ہوا' اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار اور سرکشی کی"۔ (بخاری)

لٰہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا اخلاقِ حسنہ کو اختیار کریں اور آپ کی دیگر سنّتوں کو عمل میں لائیں اور ثوابِ عظیم حاصل کریں۔ اس کے نتیجہ میں جو آپ کی سچی اور پکّی محبّت دل میں پیدا ہوگی وہ ساری نعمتوں سے بڑھ کر ہوگی' اللہ تعالٰی جلد نصیب فرمائیں۔ اس وقت دل کا حال یہ ہوگا ۔

اس لئے آرزو ہے جینے کی
پھر زمیں دیکھ لوں مدینے کی

ے مدینہ جاؤں، پھر آؤں، مدینہ پھر جاؤں
الٰہی عمر اسی میں تمام ہوجائے

---○---

ے یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے
یہی تو سنانے کو جی چاہتا ہے

ے مدینہ کو جاؤں پلٹ کر نہ آؤں
یہیں گھر بنانے کو جی چاہتا ہے

---○---

جس کی جاں کو تمنا ہے دل کو طلب
وہ سکوں بخش محفل مدینہ میں ہے

یوں تو جینے کو ہم جی رہے ہیں مگر
جان مدینہ میں ہے دل مدینہ میں ہے

نا امیدو! تم اتنے پریشان نہ ہو
آرزوؤں کا حاصل مدینہ میں ہے

---○---

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم کی کیا خوب رباعی ہے ۔

دل تڑپتا ہے میرا سینہ میں
ہائے پہنچوں گا کب مدینہ میں

قلب جس کا نہ ہو مدینہ میں
اس کا جینا ہے کوئی جینے میں

---○---

جناب وکیل احمد قدوائی صاحب نے بڑا ہی پُر حکمت شعر کہا ہے، شاید کوئی اس سے بڑھ کر نہ کہہ سکے ۔

غمِ مصطفیٰ جس کے سینہ میں ہے
جہاں بھی رہے وہ مدینہ میں ہے

---○---

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور زبان پر کثرت سے درود و سلام جاری رکھنا چاہیے۔
یا اللہ رحمتِ کاملہ نازل فرما رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر جس سے آسمان بھر جائے، زمین بھر جائے اور عرش عظیم

بھر جائے۔ یا اللہ رحمتِ کاملہ نازل فرما رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کے ہر ذکر کی تعداد کے بدلہ دس لاکھ مرتبہ۔ یا اللہ رحمتِ کاملہ نزل فرما ہمارے آقا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اولین میں اور آخرین میں۔ یا اللہ رحمتِ کاملہ نازل فرما آپؐ پر ملاء اعلیٰ میں قیامت تک۔ اور رحمتِ کاملہ نازل فرما ہمارے آقا جنابِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب پر اور سلام نازل فرما قرآن کریم کے ایک ایک حرف کے بدلہ، اور ہر حرف کے بدلہ ہزار ہزار مرتبہ۔

یا اللہ رحمت کاملہ نازل فرما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر جب کبھی آپ کا ذکر کریں ذکر کرنے والے اور جب کبھی بھول جائیں غفلت والے اور برکتیں اور سلام نازل فرما۔ اور ہماری طرف سے آپؐ کو بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ ایسی جزا عطا فرما جس کے آپؐ لائق اور اہل ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین